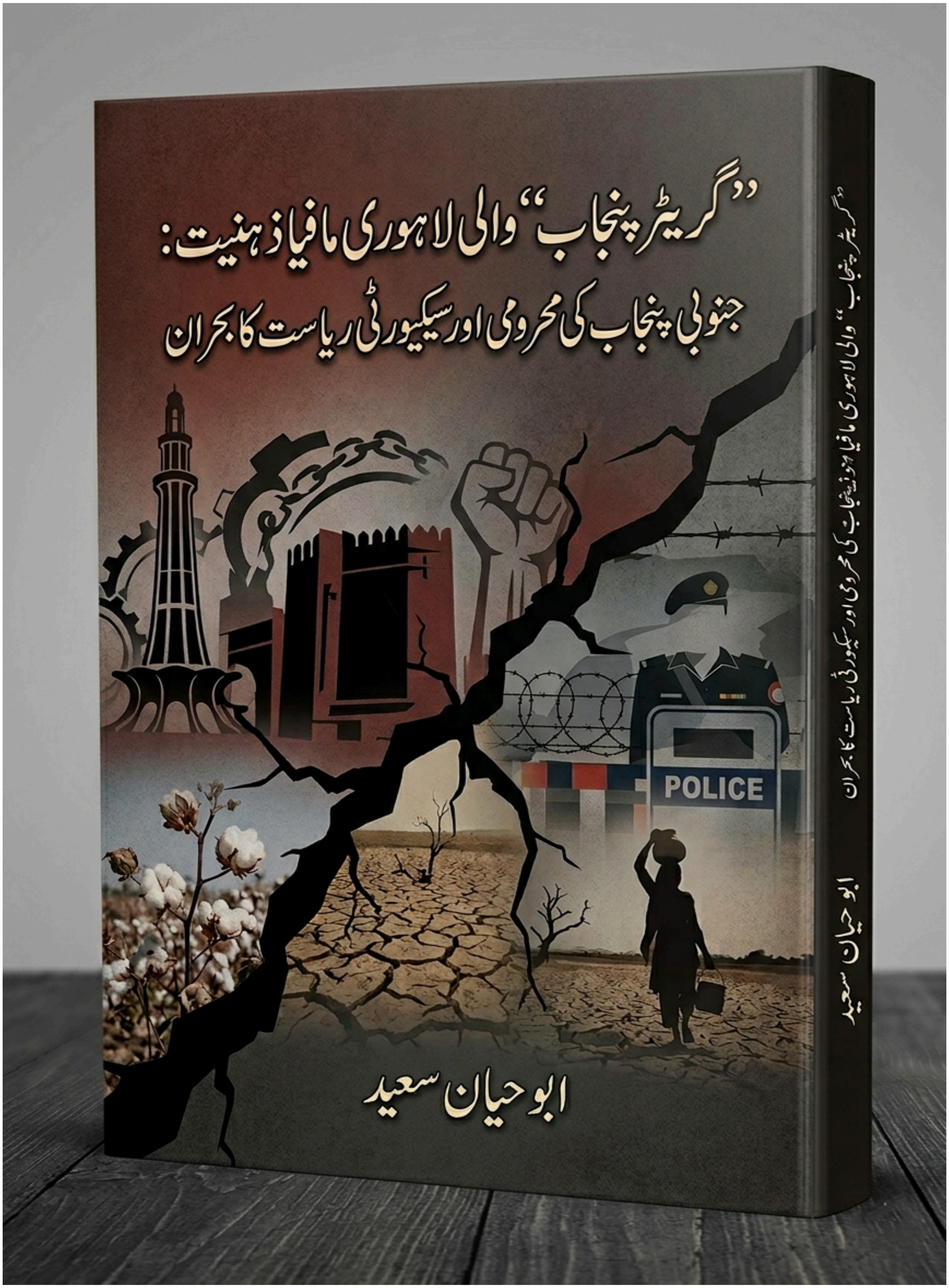

”گریٹر پنجاب“ والی لاہوری مافیا ذہنیت:
جنوبی پنجاب کی محرومی اور سیکیورٹی ریاست کا بحران
POLICE
ابو حیان سعید
”گریٹر پنجاب“ والی لاہوری مافیا ذہنیت: جنوبی پنجاب کی محرومی اور سیکیورٹی ریاست کا بحران
ابو حیان سعید

# "گریٹر پنجاب" والی لاہوری مافیا ذہنیت : جنوبی پنجاب کی محرومی اور سیکیورٹی ریاست کا بحران

ابو حیان سعید

**25 مئی 2026**

**+**

پاکستان کا موجودہ معاشی اور سیاسی بحران کسی عارضی خرابی کا نتیجہ نہیں، بلکہ ایک ایسے بوسیدہ، مرکزیت پسند اور استعماری نظام کا شاخسانہ ہے جہاں سول اور ملٹری اشرافیہ کی عیاشیاں اور وقتی سیاسی وعدے اصل علاج یعنی "ڈھانچہ جاتی اصلاحات" کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ملک کی صورتحال اس وقت ایک ایسے برف فروش کی مانند ہے جو شدید گرمی میں کھڑا ہے۔ اس کی برف (قومی وسائل، وقت اور نوجوان نسل کا مستقبل) تیزی سے پگھل رہی ہے، مگر کوئی خریدار موجود نہیں۔ جب ہم اس نظام کی ناکامی کا گہرا تجزیہ کرتے ہیں، تو ساڑھے تین کروڑ سے زائد آبادی کا خطہ "جنوبی پنجاب"، اس انتظامی ناانصافی اور ریاستی ترجیحات کی کجی کی سب سے بڑی اور ہولناک مثال بن کر سامنے آتا ہے۔

### 1. آبادی کا سمندر اور "گریٹر پنجاب" کی نوآبادیاتی ذہنیت

آخری ڈیجیٹل مردم شماری کے مطابق جنوبی پنجاب کی آبادی تقریباً ۳ کروڑ ۹۰ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ آبادی پورے صوبے کا ۳۱ فیصد ہے اور دنیا کے کئی آزاد ممالک (جیسے کینیڈا یا ملائیشیا) سے بڑی ہے۔ اس کے باوجود، اس خطے کے ساتھ ہونے والا برتاؤ اکثر یہ سوال اٹھانے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کیا یہ خطہ پاکستان کا حصہ ہے یا وسطی پنجاب کی کوئی نوآبادی؟

اس کا اصل سبب لاہور اور وسطی پنجاب کی سیاسی و بیوروکریٹک اشرافیہ کی وہ **"گریٹر پنجاب"** والی ذہنیت ہے، جو ہٹ دھرمی کے ساتھ تمام تر سیاسی

و مالیاتی طاقت پر قابض رہنا چاہتی ہے۔ نیشنل فنانس کمیشن (NFC) ایوارڈ کے تحت اربوں ڈالرز صوبوں کو منتقل تو ہوتے ہیں، لیکن لاہور کی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے اس کا ایک بڑا حصہ وہاں کے پُرشکوہ منصوبوں، میٹرو ٹرینوں اور فلائی اوورز کی چمک دمک کی نذر ہو جاتا ہے۔ جبکہ جنوبی پنجاب کے اضلاع پینے کے صاف پانی، بنیادی صحت اور اسکولوں جیسی بنیادی سہولیات کے لیے بھی ترس رہے ہیں۔ وسطی پنجاب کو یہ لاہوری ازم بالادستی والی ذہنیت اب ختم کرنی ہوگی، ورنہ پسماندہ خطوں میں بڑھتا ہوا لاوا پورے صوبے کے وجود کو لپیٹ میں لے سکتا ہے۔

**2. لاہوری بیوروکریسی کا تاخیری کھیل اور فنڈز کا اغوا**

کاغذی کارروائی کی حد تک لاہوری حکومتیں جنوبی پنجاب کے لیے 35 فیصد ترقیاتی بجٹ مخصوص کرنے اور اسے "رنگ فینس" (محفوظ) کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں، لیکن زمین پر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لاہور میں بیٹھی لاہوری بیوروکریسی ایک سوچی سمجھی "تاخیر اور التوا" (Delaying Tactics) کی پالیسی کے تحت جنوبی پنجاب کے منصوبوں کی فائلوں کو مہینوں لٹکائے رکھتی ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سال کے آخری مہینوں میں فنڈز جاری کیے جاتے ہیں، جنہیں مقررہ وقت میں خرچ کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ یوں جون کا مہینہ آتے ہی وہ اربوں روپے قانونی طور پر "لیپس" (Lapse) ہو کر دوبارہ وسطی پنجاب کے کاموں کے لیے سرکاری خزانے میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس، لاہور کے منصوبے محض24 گھنٹوں میں پاس ہو جاتے ہیں، کیونکہ اقتدار کے ایوان، وزیرِ اعلیٰ کا دفتر، اور تمام اہم سیکرٹریز وہیں موجود ہوتے ہیں۔ وہاں "سیاسی عزم" فون کالز پر فائلیں چلاتا ہے، جبکہ جنوبی پنجاب کے منصوبے لاہوری بیوروکریسی کے دفاتر میں دم توڑ دیتے ہیں۔

**3. غیر مقامی بیوروکریسی اور "سزائے وطن" کا تاثر**

ایک بڑی انتظامی سازش یہ ہے کہ جنوبی پنجاب کے کلیدی عہدوں (ڈپٹی کمشنرز، ڈی پی اوز اور کمشنرز) پر بیشتر افسران وسطی یا بالائی پنجاب سے تعینات کیے جاتے ہیں۔ ان افسران کے لیے جنوبی پنجاب کی پوسٹنگ کسی "سزا" یا "عتاب" سے کم نہیں ہوتی۔ ان کی تمام تر توجہ دور دراز چولستان کے پانی کے مسائل یا راجن پور کے کچے کے سیکیورٹی چیلنجز کو حل کرنے کے بجائے، جلد از جلد واپس لاہور یا اپنے ہوم ٹاؤن میں ٹرانسفر کروانے پر ہوتی ہے۔
جب تک ان عہدوں پر مقامی مٹی سے جڑے افسران نہیں ہوں گے، جو یہاں کی زبان، ثقافت اور عوامی نفسیات کو سمجھتے ہوں، تب تک مخلصانہ جوابدہی ممکن نہیں۔ ملتان اور بہاولپور میں "جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ" کا قیام بھی اسی لیے ایک مذاق بن کر رہ گیا کیونکہ وہ محض ایک "پوسٹ آفس" ہے، جبکہ حتمی مالیاتی اور انتظامی اختیارات آج بھی لاہور کے چیف سیکرٹری اور محکمہ خزانہ کے پاس قید ہیں۔

## 4۔ جی ایچ کیو (GHQ) کا مائنڈ سیٹ اور سیکیورٹی ریاست کا قبلہ

پاکستان کے اس پورے بحران کا دوسرا اور سب سے طاقتور سرا راولپنڈی (GHQ) سے جڑتا ہے۔ جب تک مقتدر حلقے اپنا قبلہ درست نہیں کرتے، ملک کا کوئی بھی خطہ حقیقی ترقی نہیں کر سکتا۔ کئی دہائیوں سے پاکستان کو ایک "سیکیورٹی اسٹیٹ" کے طور پر چلایا گیا، جہاں عوامی فلاح، تعلیم اور صحت کے بجائے سیکیورٹی بجٹ، جیو پولیٹکس اور سیاسی انجینئرنگ کو ترجیح دی گئی۔
جب بھی مقتدر حلقے اپنی مرضی کے سیاسی اتحاد بنانے، لوکل گورنمنٹ کے نظام میں مداخلت کرنے، یا اقتدار کو مرکزیت دینے کا کھیل کھیلتے ہیں، تو اس کا سب سے پہلا شکار نچلی سطح کا وہ نظامِ حکومت ہوتا ہے جو جنوبی پنجاب جیسے پسماندہ علاقوں کو طاقتور بنا سکتا ہے۔ کچے کے ڈاکوؤں کا مسئلہ ہو یا بلوچستان اور جنوبی پنجاب کی گہری محرومیاں، جی ایچ کیو کو یہ

سمجھنا ہوگا کہ ان کا حل مستقل ملٹری آپریشنز یا ڈنڈے کے زور پر نہیں، بلکہ سیاسی و معاشی انصاف سے ہی ممکن ہے۔ ریاست کو اب سیکیورٹی مائنڈ سیٹ سے نکل کر "انسانی ترقی" (Human Development) پر فوکس کرنا ہوگا۔

**6۔ مفادات کا ٹکراؤ اور اشرافیہ کی عیاشی**

جب ملک شدید معاشی بحران اور قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہو، تو لاہوری حکمران طبقے کے شاہانہ اخراجات، بیرونی دورے اور سرکاری پروٹوکول عوام کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں۔ این ایف سی کا پیسہ اگرچہ براہِ راست کسی کی جیب میں جانا قانونی طور پر مشکل ہے، لیکن "پالیسی کیپچر" (Conflict of Interest) کے ذریعے ایسی معاشی پالیسیاں، سبسڈیز اور ٹیکس چھوٹ دی جاتی ہیں جس سے حکمران اشرافیہ کی اپنی شوگر، اسٹیل یا ٹیکسٹائل انڈسٹریز کو فائدہ پہنچتا ہے، اور اس سرمائے کا ایک بڑا حصہ بعد میں ملک سے باہر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ مریم نواز ہوں یا شریف خاندان کے دیگر ارکان، ان کے وی آئی پی کلچر اور غیر ملکی دوروں پر اٹھنے والے اخراجات اس عوام دشمن نظام کی واضح نشانیاں ہیں۔

**7 . این ایف سی ایوارڈ اور وسائل کی منظم ڈکیتی**

معاشی ناانصافی کی انتہا دیکھنی ہو تو نیشنل فنانس کمیشن (NFC) ایوارڈ کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں، جہاں پنجاب کے نام پر ملنے والے تقریباً 14 ارب ڈالرز پر لاہور کی ہوس پرست اشرافیہ سانپ بن کر بیٹھ جاتی ہے۔ خالصتاً آبادی کے تناسب سے، ساڑھے تین کروڑ سے زائد نفوس پر مشتمل جنوبی پنجاب کا جائز اور قانونی حصہ کم از کم 4.3 ارب ڈالرز (تقریباً 1200 ارب روپے سے زائد) بنتا ہے، لیکن زمین پر اس خطے کو صرف بیوروکریٹک کاغذی چال بازیوں اور لیپس ہونے والے بجٹ کے لالی پاپ کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ این ایف سی کا یہ خطیر فنڈ جنوبی پنجاب کے سسکتے ہوئے بچوں، بدحال

ہسپتالوں اور پسماندہ کسانوں پر خرچ ہونے کے بجائے، لاہوری مافیا کے شاہانہ پروٹوکولز، اقتدار کے گلیاروں میں بیٹھی لاہوری بیوروکریسی کی عیاشیوں اور لاہوری حکمران ٹولے کی بیرونِ ملک انڈسٹریز کو بالواسطہ تحفظ دینے کے لیے جھونک دیا جاتا ہے۔ یہ فنڈز کی محض غیر منصفانہ تقسیم نہیں، بلکہ وفاق اور لاہور کے گٹھ جوڑ سے جاری ایک منظم معاشی ڈکیتی ہے، جس کا واحد حل یہ ہے کہ یہ اربوں ڈالرز لاہور کے محکمہ خزانہ کی قید سے نکال کر براہِ راست نچلی سطح پر اضلاع کو منتقل کیے جائیں۔

**اب عارضی پٹیاں کام نہیں کریں گی!**

آئی ایم ایف کے وقتی قرضے، دوست ممالک کے پیکیجز یا بیوروکریٹک کمیٹیاں اس پگھلتی ہوئی برف کو نہیں بچا سکتیں۔ مستقل حل صرف اور صرف نظام کی اوور ہالنگ اور ان مائنڈ سیٹس کی تبدیلی میں ہے جو اس ملک کو چلا رہے ہیں:

**"گریٹر پنجاب" کا خاتمہ:** لاہوری مافیا کو بالادستی کا خبط چھوڑ کر جنوبی پنجاب کو مکمل خودمختار انتظامی و مالیاتی یونٹ (یا الگ صوبہ) تسلیم کرنا ہوگا۔

**جی ایچ کیو (GHQ) کی واپسی:** مقتدر حلقوں کو سیاسی جوڑ توڑ اور مرکزیت پسندی کے کھیل سے ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے ملک کو سیکیورٹی ریاست سے فلاحی ریاست میں تبدیل کرنے کی راہ ہموار کرنی ہوگی۔

**لوکل کیڈر بیوروکریسی:** جنوبی پنجاب میں انتظامی عہدوں پر صرف ان مقامی افسران کو تعینات کیا جائے جن کا تعلق اسی مٹی سے ہو اور ان کا احتساب مقامی سطح پر ہو۔

**ضلعی خودمختاری:** ہر ضلع کو اس کی آبادی کے مطابق مالی و انتظامی اختیارات دیے جائیں تاکہ تعلیم اور صحت کے فیصلے لاہوری مافیا کے بجائے مقامی سطح پر ہوں۔

اگر آج بھی نظام کا قبلہ درست نہ کیا گیا، تو وسائل کی یہ پگھلتی ہوئی برف جلد ہی ختم ہو جائے گی اور تاریخ اس ہولناک انجام کا ذمہ دار صرف اور صرف لاہور کے حکمران طبقے اور راولپنڈی کے فیصلہ سازوں کو ٹھہرائے گی۔